

Publication Information

الاسوة ریسرچ جرنل

AL-USWAH Research Journal

Publisher: Institute of Dialog and Research, Islamabad

E-ISSN 2708-2566 P-ISSN 2708-8786

Vol.02, Issue 02 (July-December) 2022

<https://idr.com.pk/ojs3308/index.php/aluswa/index>

HEC Category "Y"



Title

نبی اکرم ﷺ کا اسلوب دعوت: ایک مطالعہ

Translation:

The way of Holy Prophet PBUH Regarding Preaching: A Brief Study

Author

Dr. Shaista Jabeen

Assistant Professor, Islamic Studies

Government College for Women, Jhang

Email: shaista.sadhana@gmail.com

How to Cite:

Dr. Shaista Jabeen. 2022. "نبی اکرم ﷺ کا اسلوب دعوت: ایک مطالعہ". The Way of Holy Prophet PBUH Regarding Preaching: A Brief Study". AL-USWAH Research Journal 2 (2). <https://idr.com.pk/ojs3308/index.php/aluswa/article/view/21>.

Copyright Notice:

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.



نبی اکرم ﷺ کا اسلوب دعوت: ایک مطالعہ

The way of Holy Prophet PBUH Regarding Preaching:
A Brief Study**Dr. Shaista Jabeen***Assistant Professor, Islamic Studies**Government College for Women, Jhang**Email: shaista.sadhana@gmail.com***Abstract**

Being the last messenger of Allah Almighty the Holy Prophet PBUH has bestowed with many characteristics and attributes. Being the last messenger of Allah Almighty the Holy Prophet PBUH set examples in each and every field of life so that people can mark the footprint until the day of judgment. For this purpose Allah Almighty has distinguished the Holy Prophet PBUH with many characteristics and distinctions. These distinctive qualities are described in the Holy Quran and Hadith under several topics. Many books in different languages has been written about the Distinctive characteristics of the Holy Prophet PBUH which describes his attributes as per Quran and Hadith. The article deals with the prophetic and preaching distinctions of the Holy Prophet PBUH and the way of conveyancing the message of Allah Almighty towards humanity. The Holy Prophet PBUH has set the best examples for the Muslim Ummah regarding the preaching of Islam. The article based upon the examples from urdu books of Seerah especially written about the Distinctive characteristics of the Holy Prophet PBUH.

Keywords: Characteristics, Preaching, Prophet, Dawah , invitation, motivation

اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل ہر زمانے اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے انبیاء مبعوث فرمائے۔ ہر دور کے بہترین انسانوں کو نبوت اور رسالت کے منصب سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور سب نے اپنے اپنے علاقے اور اپنے اپنے لوگوں کے درمیان اس فرض کی تکمیل کے لیے اپنی بہترین کاوش کی۔ جس طرح اللہ جل شانہ نے حضرت محمد ﷺ کو سب سے آخر میں بھیجا اس اعلان کے ساتھ کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اسی طرح نبوت کے ضمن میں بھی آپ ﷺ کو کچھ ایسے امتیازات و خصائص عطا فرمائے کہ جو کسی اور کے حصے میں نہ آسکے۔ اردو کتب سیرت میں خصائص نبویہ ﷺ کے اس پہلو پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور آپ کی نبوت کے ایسے پہلو کتاب الہی کی آیات کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں کہ جو صرف آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ ہی خاص ہیں۔

1. جامع صفات الانبیاء

آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات کے جامع ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: **أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ** **اِقْتَدِهٖ**¹ (یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے، پس آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! ان نبیوں اور رسولوں نے جو عمل کیا ہے آپ اس کے مطابق عمل کریں اور ہماری دی ہوئی ہدایت اور توفیق کے مطابق جس انہوں نے زندگی گزاری ہے آپ بھی اپنی زندگی اسی طرح گزاریں اور ان تمام انبیاء و رسل کے جس قدر محاسن اور خوبیاں ہیں آپ وہ سب اپنے اندر جمع کر لیں۔ اس آیت میں سرکارِ دو عالم کی عظیم منقبت کی بیان کی گئی ہے تمام نبیوں اور رسولوں میں جو کمالات اور خوبیاں الگ الگ طور پر پائی جاتی تھیں وہ سب کمالات اور خوبیاں آپ کی ذات میں جمع ہو گئی ہیں۔

علمائے اسلام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں، اور اس کی تقریر یہ ہے کہ جو اوصاف و کمالات دوسرے تمام انبیاء کرام میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ سارے کمالات آپ کی ذات میں جمع کر دیئے گئے۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں مختلف انبیاء علیہم السلام کی صفات کمال ذکر کر کے لکھا کہ "ہر نبی میں شرف اور فضیلت کی کوئی نہ کوئی صفت غالب تھی پر حق تعالیٰ شانہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ ان تمام انبیاء کی اتباع کریں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ عبودیت اور اطاعت کی کل صفات جو ان انبیاء علیہم السلام میں متفرق طور پر پائی جاتی ہیں آپ تنہا ان صفات سے متصف ہو جائیں اور خصائل رفیعہ اور شائکل جمیلہ کو اپنی ذات میں جمع کر لیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا تو مجال ہے کہ آپ ان صفات کمال کے حصول میں کوئی کوتاہی کریں۔ لہذا ثابت ہوا کہ شرف اور فضیلت کی یہ تمام صفات آپ کی ذات میں جمع ہو گئیں اور جو کمالات تمام انبیاء میں متفرق تھے وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات میں جمع ہو گئے۔ لہذا یہ کہنا واجب ہے کہ ہمارے نبی سرکارِ دو عالم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں"²

امام رازی کی اس بات سے پتہ چلا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں جو اوصاف اجتماعی طور پر پائے جاتے تھے وہ تمام اوصاف و کمالات آپ ﷺ کی ذات گرامی میں انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی صفات کو پھیلانیں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو سمیٹیں تو آپ ﷺ کی ذات قدسی صفات ہے۔³

رفعتِ شان

الحکم الحاکمین نے فرقانِ حمید میں اپنے پیارے کی شان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ⁴ "اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کیا۔"

آپ ﷺ کی نبوت کے اس اختصاصی پہلو کو اردو کتب سیرت کے مصنفین نے مختلف پیرایوں میں واضح کیا ہے۔ ہارون معاویہ لکھتے ہیں:

"ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر وقت ہر مقام پر جہاں بھی اللہ کا نام بلند ہوتا ہے وہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کا نام بھی بلند کیا جا رہا ہے۔ کرۂ ارض پر چوبیس گھنٹوں کے ہر لمحے میں کسی نہ کسی کو نے میں اذان کی آواز گونجتی رہتی ہے۔ نظامِ قدرت کے مطابق کرۂ ارض کے گرد سورج کی گردش کے ساتھ ساتھ صبح و شام، دن و شب اور سہ پہر کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ پانچ وقت کی اذانیں دنیا کے کسی نہ کسی کو نے میں گونجتی رہتی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق انڈونیشیا دنیا کے انتہائی مشرق میں واقع ہے اور یہ اسلامی ملک ہزاروں سمندری جزائر کا رقبہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ جن میں سماٹرا، جاوا، پورنیو، سیلز بڑے جزائر ہیں اور اس کی آبادی اٹھارہ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ دنیا کی پہلی طلوعِ سحر سیلز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ جہاں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بیک وقت ہزاروں مؤذن اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ کی صدائیں بھی بلند کرتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور سورج کے ساتھ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ بعد انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں اذانوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات میں اذانیں شروع ہونے سے پہلے ہی ملایا میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ایک گھنٹہ بعد سورج ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی یہ اذانیں ختم نہیں ہوئیں کہ کلکتہ سے سری لنکا تک فجر کی اذانیں شروع ہو جاتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا وقت ایک ہی ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادرتک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے مسقط اور افغانستان میں اذانیں شروع ہو جاتی ہیں۔ مسقط کے بعد بغداد تک ایک گھنٹے تک کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس عرصے میں اذانیں سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس وقت شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول و عرض پر واقع ہے۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اس

دوران ترکی میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔

اس عرصہ میں شمالی امریکہ، لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوتا ہے۔ ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے پہلے مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ تک پہنچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں مغرب کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلز سے سائراٹک ہی پہنچتی ہیں کہ اتنے میں انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں عشاء کی اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ مختصر یہ کہ چوبیس گھنٹوں کے 1440 منٹ میں زمین کے کسی نہ کسی کونے میں پانچ میں سے ایک وقت کی اذان ضرور سنائی دیتی ہے اور اذان میں چونکہ اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ "محمد ﷺ" کا نام بھی بلند ہوتا رہتا ہے تو آپ ﷺ کی رفعت شان اس امر سے نمایاں ہوتی ہے کہ جب تک زمین پر اذان کی آواز گونجتی رہے گی، اللہ کے نام کے ساتھ اس کے محبوب پیغمبر ﷺ کا نام نامی اسم گرامی بھی پوری آب و تاب کے ساتھ سماعتوں میں رس گھولتا رہے گا۔⁵

حافظ زاہد علی، سید سلیمان منصور پوری، نور بخش توکلی، سید محمد حسین شاہ، مفتی عبدالرحمن کوثر مدنی آپ کی رفعت شان کو اس طرح واضح کرتے ہیں۔

کلمہ ہو، اذان ہو یا نماز ہر ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کے نام کی سر بلندی بھی ہو رہی ہے اور جس طرح اذان میں، کلمہ شہادت میں، تشہد میں اور دوسرے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام رکھا اور کسی پیغمبر کا نام نہیں رکھا۔ نیز آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا پھر آپ کے ذکر کی بلندی کا اندازہ اس سے بھی لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عزت اور سر بلندی کے مقام پر حضور اکرم ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ کیا۔ فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ⁶

(اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں)۔

گویا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ جب آپ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے صلوٰۃ و سلام نہ پڑھتے ہوں۔ یہ کسی اور نبی کے بارے میں نہیں کہا گیا۔ سیدنا یحییٰ اور سیدنا عیسیٰ علیہما السلام پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت پر صرف تین بار اللہ نے سلام نازل کرنے کا قرآن حکیم میں ذکر کیا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ پر زمان و مکان کی کوئی قید نہ رکھی۔ ہر قسم کی قید کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔

حضور نبی اکرم ﷺ عرشِ تافرش مشہور ہیں اور نماز و خطبہ و اذان میں اللہ کے مبارک نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک مذکور ہے۔ اور عرش پر، قصور بہشت پر، حوروں کے سینوں پر، درختانِ بہشت کے پتوں پر اور فرشتوں کے چشم و ابرو پر آپ کا اسم شریف لکھا ہوا ہے۔ اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء کرام گزرے ہیں وہ سب آپ کے ثنا خواں رہے ہیں اور قیامت کو بھی ثنا خواں ہوں گے، آج کی معلوم دنیا میں کوئی ایسا علاقہ نہیں جہاں مسلمان موجود نہ ہوں اور جہاں مسلمان موجود ہوں گے وہاں پانچوں وقت آپ کی رسالت کا بھی اعلان ہو رہا ہو گا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں گے وہاں حضور ﷺ کے ذکر کا آواز بھی لازماً بلند ہو گا۔

بحر الکابل کے مغربی کنارہ سے لے کر دریائے ہوانگ ہو کے مشرقی کنارہ تک رہنے والوں میں سے کون ہے، جس نے صبح کے روح افزاء جھونکوں کے ساتھ اذان کی آواز نہ سنی ہو، جس نے رات کی خاموشی میں اشہد ان محمد رسول اللہ کی سریلی آواز کو جاں بخش نہ پایا ہو۔ یہی وہ الفاظ ہیں جو جاگنے والوں اور سونے والوں کو ان کی ہستی کے بہترین آغاز و انجام کے اعلان سے سامعہ نواز ہیں۔ کیا رفعت ذکر کی کوئی مثال اس سے بالاتر پائی جاتی ہے، آج کسی بادشاہ کو اپنی مملکت میں کسی ہادی کو اپنے حلقہ اثر میں یہ بات کیوں حاصل نہیں کہ اس کے مبارک نام کا اعلان ہر روز و شب اس طرح پر کیا جاتا ہو کہ خواہ کوئی سننا پسند کرے یا نہ کرے، لیکن وہ اعلان ہے کہ پروہائے گوش کو چیرتا ہوا تہر قلب تک ضرور پہنچ جاتا ہے۔

ہاں وہ اعلان صرف اس کے نام کا ہی اعلان نہیں، بلکہ اس کے کام کا بھی اور صرف کام کا ہی نہیں، بلکہ اس کے پیغام کا بھی اعلان ہے۔ بے شک یہ اعلیٰ خصوصیت صرف اسی برگزیدہ نام کے نام نامی کو حاصل ہے جس کی رفعت ذکر کا ذمہ دار خود رب العالمین بنا ہے۔⁷

درج بالا بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی مکرم ﷺ کو جس رفعتِ شان اور عظمت مقام سے نوازا۔ کسی انسان کو اس کا مثل عطا نہیں کیا گیا۔

رحمۃ للعالمین ہونا

اُردو کتب سیرت میں آپ ﷺ کی نبوت کا ایک نمایاں اور وصف رحمۃ للعالمین ہونا بیان کیا گیا ہے اور مصنفین نے اپنے اپنے انداز میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ سید محمد حسین شاہ لکھتے ہیں:

قادر مطلق نے اپنی کتب محفوظ میں نبی آخر الزماں کی شان کا ایک اور پہلو اس طرح بیان کیا ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ⁸

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

ارشاد فرما کر واضح کر دیا کہ حضور سرود و جہاں ﷺ سب عوالم کے لیے رحمت ہیں۔ جب آپ سب کے

لیے رحمتِ خداوندی ظاہر ہوئے تو لازم آیا کہ اب ادنیٰ و اعلیٰ مخلوق میں سب سے افضل و برتر ہیں۔ خواہ مخلوق کا وجود ظاہری آپ ﷺ سے مقدم ہو یا موخر۔⁹

رحمۃ للعالمین میں آپ ﷺ کی اس خصوصیت کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

"دنیا میں ہزاروں نامور اشخاص گزرے ہیں جو آسمانِ شہرت پر روشن انجم ہو کر چمکے۔ ان کے خطابات سے ان کی شخصیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ کسی کا لقب مہاراجہ ادھیراج ہے۔ کوئی شہنشاہ کہلاتا ہے۔ کوئی مہادیو، کوئی مہابلی، کوئی بہمن، کوئی روہین تن، کوئی گوپال، کوئی فرزند نور، کوئی یودھا، کوئی سورکلاں سیورن، کوئی چندر بنسی، کوئی سورج بنسی وغیرہ وغیرہ۔ یہ اور اس جیسے دیگر خطابات اس شخص کی اپنی ذات و اوصاف کے متعلق ایک نمایاں خصوصیت کے مظہر ہیں، لیکن ایسے خطابات سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ دنیا بھر کی مخلوقات سے اس ہستی کو کیا نسبت ہے۔ لیکن رحمۃ للعالمین ایسا خطاب ہے جو صرف اسی نسبت اور تعلق کا مظہر ہے جو ممدوح الوصف کو مخلوقات کے ساتھ ہے۔ رحمت کے معنی پیار، ترس، زیاد، ہمدردی، غمگساری، محبت اور خبر گیری ہیں۔ ان الفاظ کے معنی اس لفظ کے اندر پائے جاتے ہیں۔ کون شخص ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے مندرجہ بالا اخلاق کی کچھ ضرورت نہیں اور وہ ان اوصاف کے فیوض سے مستغنی رہ سکتا ہے۔ غالباً کوئی بھی ایسا شخص نہیں نکلے گا۔ عالم، علیت کی صفت سے بنا ہے، یعنی ہر وہ شے جس میں نمودار ہونے، ظہور پکڑنے، اپنی ہستی کو نمایاں کرنے اور اپنے وجود کی نمود رکھنے کی قابلیت ہے، وہ لفظ عالم سے موسوم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لفظ کا استعمال انواع و اصناف و اجناس کے ممیز کرنے میں اکثر کہا جاتا ہے۔ عالم جمادات، عالم نباتات، عالم حیوانات وغیرہ۔ الغرض لفظ عالم کا استعمال مخلوق مادی و ذہنی تک وسیع ہے۔ عالمین صیغہ جمع ہے اور جملہ عوام پر اس کا احاطہ ہے۔

اب اندازہ کرو اس مقدس ہستی کا، جس کا سب سے پیار ہے۔ جو سب پر ترس کھاتا ہے۔ جو ہر ایک کا ہمدرد و غم گسار ہے۔ جس کی محبت عام ہے۔ جو ہر ایک کی مقتضیات کو اپنی تعلیم سے پورا کر سکتا ہے، جو ہر ایک و سوس کو اپنے حقائق سے ہمدرد و دوست بنا سکتا ہے جس کے فیوض سے مادیات و ذہنیات، تصورات و تصدیقات کو شادابی و درستی، صحت اور صداقت حاصل ہوتی ہے۔ رب العالمین نے سیدنا مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین فرما کر یہ ظاہر فرمادیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز لاپرواہ نہیں رہ سکتی اسی طرح رسول کریم ﷺ کی تعلیمات و تہنیمات سب کے لیے اور سب کے فائدہ کے لیے ہیں اور کوئی شے بھی حضور ﷺ کی رحمت سے خود کو مستغنی ثابت نہیں کر سکتی۔ شاید کسی بے فکرے کو یہ کہہ دینا آسان ہو کہ اسے سورج اور گرمی کی احتیاج نہیں، لیکن ایک عالم اور صاحب دماغ کے لیے یہ کہنا دشوار ہے کہ اسے تعلیماتِ محمدیہ کی مطلقاً حاجت نہیں۔ دنیا اور دنیا کی

قومیں غور کریں کہ نبوت محمدیہ ﷺ کے بعد کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی تعلیمات کا اقتباس بالواسطہ یا بے واسطہ طریق سے کیا ہے اور کیا کیا بھی بدل کر اس خرم حیات سے خوشہ چینی کی ہے۔¹⁰

حافظ زاہد علی صفت "رحمۃ للعالمین" کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

"اس آیت کریمہ کی روشنی میں رحمت کے کئی درجات ہیں جو کائنات کی تخلیق اور اس کی نشوونما میں کار فرما ہیں۔ کسی بھی شے کے لیے سب سے پہلی رحمت یہ ہے کہ وہ عدم سے وجود میں لائی جائے۔ پھر جس طرح اس کا وجود میں آنا رحمت اسی طرح اس کے وجود کا باقی رہنا اور بتدریج درجہ کمال تک پہنچنا بھی رحمت ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام کائنات اپنے وجود میں سرکار دو عالم ﷺ کی محتاج ہے کیونکہ یہ ایک فطری قانون ہے کہ محتاج سے محتاج الیہ کے بعد آتی ہے۔ جیسے ہماری زندگی ہوا اور پانی کی محتاج ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے ہوا اور پانی کو انسان کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا۔ مختصر یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنایا تو اس کا تقاضا ہے کہ آپ تمام جہانوں سے افضل و ارفع ہوں کیونکہ ہر شخص کو حصول رحمت کے لیے آپ کی حاجت ہے۔"¹¹

اس بارے میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے فرمایا: "یعنی آپ تو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اگر کوئی بد بخت اس رحمت عامہ سے خود ہی متنفع نہ ہو تو اس کا قصور ہے آفتاب عالم تاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کر لے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی۔ آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو رحمتہ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید نہ ہونا چاہے تو اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ نیز حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ پہلی امتوں کے بخلاف اس امت کے کافروں کو عام اور مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپ جہاد کرتے تھے وہ بھی مجموعہ عالم کے لیے سراپا رحمت تھا کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی جس کے لیے آپ حامل بن کر آئے تھے، اور بہت سے اندھے جو آنکھیں بنوانے سے بھاگتے ہیں اس سلسلہ میں ان کی آنکھوں میں بھی خواہ مخواہ ایمان کی روشنی پہنچ جاتی ہے۔"¹²

یعنی نبی مکرم ﷺ کی ذات بابرکات اس جہان کی تمام مخلوقات کے لیے باعث رحمت ہے۔ نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کی برکت اور صفت رحمت کے باعث اللہ رب العزت لوگوں پر کرم فرمائیں گے۔

دین محمدی بحیثیت جامع الادیان

آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو جو دین دیا گیا وہ تمام ادیان کا ناخ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ¹³

"اور جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔" ہارون معاویہ اور حافظ زاہد علی اس اختصاص کی وضاحت میں رقم طراز ہیں:

دین اسلام جو سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا اس کی تکمیل سرکارِ دو عالم ﷺ پر کی گئی، اور دین اسلام کو اپنی نعمت نامہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا¹⁴

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔"

حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اب نبوت محمدی کا زمانہ ہے اور شریعت محمدی نے سابقہ تمام شریعتیں منسوخ کر دی ہیں اور حکم دیا: وَآمِنُوا بِمَا أُنْزِلَتْ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ¹⁵

"اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے اور یہ تصدیق کرنے والی ہے (اس کی) جو تمہارے پاس ہے۔"

اور تصدیق وہی کرتا ہے جس کو پہلے اس شے کا علم ہو۔ معلوم ہوا کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ قرآن حکیم میں موجود ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو حکم دیا کہ اب تمہاری شریعتوں کا زمانہ ختم ہو گیا، وہ ایک خاص وقت کے لیے تھیں۔ اب زمانہ شریعت محمدی اور قرآن حکیم کا ہے۔ یہی اب قیامت تک کے لیے پوری انسانیت کی راہ نمائی کرے گا۔ لہذا اس پر ایمان لاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا دین سب ادیان سے افضل ہے اسی لیے اس نے دوسرے تمام ادیان اور شرائع کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ افضل کی موجودگی میں مفضول کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ جب آپ کا دین دوسرے تمام ادیان سے افضل ہے تو آپ بھی تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔¹⁶

مفتی احمد یار خان آپ ﷺ کی صفت اکملیت کو اس طرح واضح کرتے ہیں:

"یہ آیت کریمہ بظاہر تو دین اسلام کا کامل ہونا بیان فرما رہی ہے مگر ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بھی بتا رہی ہے۔ کہ جس طرح دین اسلام تمام ادیان سے زیادہ کامل، اسی طرح بانی اسلام بھی تمام مذاہب کے بانیوں میں افضل اور اکمل، کیونکہ کامل کے ساتھ ہر شے کامل ہوتی ہے، مدرسہ کے طلباء چھوٹے درجوں میں مختلف استادوں کے پاس پڑھ کر ترقی کرتے رہے مگر سند فضیلت لے کر اکمل جب ہی بنے جب کہ مدرسہ کے مدرس اعلیٰ کے پاس تعلیم حاصل کی۔ تو ان طلباء کو کامل بنانے والا اور ان کی تعلیم کو مکمل کرنے والا کامل مدرس ہوا۔ اور یہ کہ دین کو کامل فرمایا گیا اور نعمت کو فرمایا گیا تمام کامل تو وہ جس میں نہ زیادتی ہو سکے اور نہ کمی۔ لہذا اسلام کے اصول میں اب نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی، اور تمام وہ کہلاتا ہے جس میں زیادتی ہو سکے مگر کمی نہ ہو۔ تو اگر مراد نعمت سے مسائل شرعیہ ہیں تو بھی اور اگر نعمت سے مراد فتوحات ہیں تو بھی زیادتی ممکن ہے"۔¹⁷

طالب الہاشمی لکھتے ہیں کہ:

"دین کو مکمل کر دینے سے مراد وہ مستقل نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر معاملے میں بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی فلاح کا ضامن ہے یعنی دین اسلام، نعمت تمام کرنے سے مراد نعمت ہدایت کی تکمیل کر دینا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم پر دین کو مکمل کر دیا اور قیامت تک اس میں کمی بیشی کے امکان کو ختم کر دیا اور اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ صرف اسلام کو قرار دیا"۔¹⁸

اس بحث سے یہ نکات سامنے آتے ہیں کہ دین اسلام کی تکمیل حضرت محمد ﷺ پر ہوئی اور اب اگر کوئی سابقہ نبی بھی دنیا میں تشریف لائے گا تو اس پر آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی اتباع ہی لازم ہوگی۔ اللہ نے آپ پر دین کی تکمیل کر دی اور قیامت کے لیے انسانیت کی رہنمائی اور فلاح نبی مکرم ﷺ کی رسالت کی پیروی میں مضمر کر دی۔

تکمیل سلسلہ نبوت

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ رب العزت نے سارے انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ ﷺ ہی تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور جب آپ ﷺ سارے انسانوں کے لیے رسول رحمت ہیں تو پھر دوسرا اپنے آنے کی کیا دلیل پیش کر سکتا ہے؟ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک نمایاں وصف ہے جسے قرآن نے آیت ختم نبوت میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ¹⁹

(محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں)۔

یہ آیت اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے تکمیل رسالت ہو گئی اور

آئندہ کسی مرسل رسول یا نبی تشریفی یا غیر تشریفی کی آمد و بعثت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔²⁰

حافظ زاہد علی نے آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے استدلال کیا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے افضل النبیین بھی ہیں۔ کیونکہ آخر میں وہی آتا ہے جو سب سے افضل وارفع ہوتا ہے، اس مسئلہ کو ایک عام فہم مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ ایک آم کا درخت لگاتے ہیں۔ اس کے لیے سب سے پہلے ایک آم کو زمین میں دبایا جاتا ہے۔ زمین کی حرارت اور نمی سے اس گٹھلی سے کوئیل پھوٹتی ہے اور وہ سینہ زمین کو چیرتی ہوئی باہر نکلتی ہے اور پھر بڑھتی بڑھتی ایک پورے درخت کا روپ دھار لیتی ہے۔ جب وہ درخت اپنے شباب پر پہنچتا ہے تو پھر اس پر وہی آم لگتا ہے جو سب سے پہلے زمین میں دبایا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ جو سب سے پہلے ہوتا ہے وہی سب سے آخر میں بھی ہوتا ہے۔²¹

سرکار دو عالم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا آپ کی ایک نہایت اہم خصوصیت ہے اور جو آپ کی اس خصوصیت کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور جو شخص آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے اس کا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور وہ تمام کائنات کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ ان الفاظ کا اس ظاہری مفہوم کے سوا اور کوئی معنی نہیں اور اس کے مفہوم میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں، لہذا اجماع اور حدیث دونوں کی رو سے ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔"²²

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر اور مفتی عبدالرحمن کوثر مدنی نے اس نکتے کی ایک نئے پہلو سے لطیف وضاحت اس طرح کی ہے۔

"ختم نبوت کی وجہ سے امت محمدی پر بھی نبی اکرم ﷺ کے طفیل ایک بہت بڑا احسان کیا گیا ہے کہ تاریخ انسانی میں بار بار نئے نبیوں کی آمد کے آزمائشی دور میں اس امت کو ڈالنا نہ گیا بلکہ اس امتحانی دور کو ختم کر دیا گیا اور ہر قسم کے نبی کی آمد کو روک دیا گیا تاکہ امت محمدی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح نئے نبی کے انکار کی وجہ سے کافر قرار نہ دی جائے۔"²³

نبی اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت و رسالت ختم کر دیا گیا ہے اور امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا۔ اور جو شخص ایسا دعویٰ کرے گا اور کاذب ہو گا۔ آپ ﷺ ختم نبوت درحقیقت امت محمدی کے لیے بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے کہ اس امت کو نئے نئے انبیاء کی آمد کے امتحان سے محفوظ رکھا گیا ہے۔

اعطائے مقام محمود

نبی کریم ﷺ کی افضلیت کی ایک دلیل آپ ﷺ کا مقام محمود پر فائز ہونا ہے کیونکہ قرآن حکیم میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ آپ ﷺ کو قیامت کے روز مقام محمود پر فائز فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ نے اس کا آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے۔

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا²⁴

"عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔"

مقام محمود کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ زاہد علی اور طالب الہاشمی یہ اسلوب بیاں اختیار کرتے ہیں:

"مقام محمود وہ مقام شفاعت عظمیٰ ہے جہاں تمام انبیاء و رسل اور اولین و آخرین آپ کی طرف رجوع کریں گے۔"

مقام محمود کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ کافروں کی دشنام طرازیوں کے علی الرغم اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو محمود و مدوحِ خلاق بنادے گا اور سارا عالم آپ کی تعریفوں سے گونج اٹھے گا اور یہ ہو کر رہا۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ قیامت کے دن حضور ﷺ مقام شفاعت پر کھڑے ہوں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مقام محمود کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، شفاعت۔

اس سلسلے میں اور بھی متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن صرف حضور اکرم ہی کو مقام شفاعت پر کھڑا ہونے کا شرف حاصل ہو گا اور آپ ہی اللہ تعالیٰ کے اذن سے خلق خدا کی شفاعت کریں گے۔ جس کی شفاعت کا اذن ہو گا آپ اس کی شفاعت کریں گے اور حق تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔²⁵

آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی برکتیں اور عنایتیں صرف دنیا کی حد تک محدود نہیں بلکہ روزِ فضیلت بھی آپ ﷺ اللہ کے حکم سے انسانوں کی دست گیری فرمانے کا شرف حاصل کریں گے۔

مقام رضا جوئی

آپ ﷺ کی نبوت کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو مقام رضا جوئی عطا فرمایا۔ جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ²⁶ "اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ صاف طور پر واضح فرما رہا ہے کہ اے حبیب! ہم تجھ کو اس قدر انعامات و کرامات عنایت کریں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ انعامات کی حد حضرت حبیب خدا ﷺ کی رضا اور خوشی پر ہے اور حضرت رسول اکرم ﷺ تب تک خوش نہیں ہوں گے جب تک ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میری امت میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں رہے گا۔ یہ فضیلتِ خاصہ بھی ہمارے نبی کے ساتھ منحصر ہے۔ انبیاء و رسل میں سے یہ مقام صرف اور صرف آپ کو حاصل ہوا ہے کہ حق شانہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں

آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہے۔²⁷

نبی اکرم ﷺ نہ صرف تمام انبیاء کرام کی جملہ صفات کا مرقع ہیں بلکہ آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کی بھی تکمیل ہوئی۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ایسی رفعت شان سے نوازا کہ قیامت تک کے لیے اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام نامی بھی سر بلند فرمایا۔ آپ پر نازل کردہ دین کو آخری دین اور تکمیل اور عمومی دین قرار دیا اور آخرت میں بھی مقام محمود اور شفاعت کا حق عطا فرما کر آپ کو جملہ انبیاء میں امتیاز عطا فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کے کمالات دعوت کے اختصاصات

اسلام دین دعوت اور قرآن مجید کتاب دعوت ہے۔ اگرچہ اس میں ہدایت و شریعت کا بیان بھی ہے لیکن دعوت و تبلیغ کا عنصر دیگر عناصر پر غالب ہے۔ کیونکہ ایمان کی بنیاد ہدایت پر ہے اور ایمان کے حصول کا دار و مدار دعوت پر ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس دعوت کے داعی ہیں۔ آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فریضہ دعوت و تبلیغ ہے۔ اور آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ اس فریضے کی ادائیگی میں گزری ہے۔ دعوت کے حوالے سے بھی آپ ﷺ کو حق تعالیٰ نے کچھ امتیازی اوصاف و خصائص سے نوازا ہے۔

اردو کتب سیرت میں آپ ﷺ کے کمالات و امتیازات دعوت کو آیات قرآن کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

دعوت محمدی کی ہمہ گیریت

ہارون معاویہ دعوت محمدی کا ہمہ گیری پہلو واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"ہمارے نبی ﷺ کی امتیازی اور عظیم خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعوت کو تمام دنیا والوں کے لئے بنایا جبکہ دیگر انبیاء کی دعوت محدود علاقے اور محدود زمانے تک کے لئے ہوتی تھی لیکن آنحضرت ﷺ کی بعثت روئے زمین کی ہر قوم اور جنس کی طرف ہوئی۔ کالے گورے، رومی، حبشی، عرب، عجم، ترک، تاتار، چینی، ہندی سب آپ ﷺ کی دعوت میں برابر کے حق دار ہیں۔ قرآن نے فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ²⁸ اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بھیجا ہے۔"

مزید فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا²⁹

"آپ فرمادیں کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔"

صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے نبی خاص اپنی قوم میں بھیجا جاتا تھا اور میں تمام دنیا کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اس معنی کی بکثرت روایات حدیث کی دیگر کتابوں میں بھی آئی ہیں۔ اس کی عملی دلیل یہ ہے کہ تمام پیغمبروں کے حالات پڑھے جائیں، سب کے پیروؤں کی زندگی خود اسی قوم و ملک کے اندر محدود پاؤ گے لیکن

آپ ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں خود آپ ﷺ کی زندگی میں عرب کے علاوہ سلمان فارسی، صہیب رومی، بلال حبشی سب کو پاؤ گے، سلاطین عالم کے نام آپ ﷺ کا دعوت نامہ بھی اسی تعلیم دعوت کی مستحکم عملی دلیل ہے۔³⁰ نبی اکرم ﷺ کی دعوت محض جزیرہ ہائے عرب تک محدود نہ تھی بلکہ علاقے، رنگ، نسل سے بالاتر ہو کر تمام دنیا کے تمام لوگوں کے لیے تھی اور یہ ہی آپ ﷺ کی دعوت کی ہمہ گیریت ہے۔

دعوت بالحکمة

چونکہ آپ ﷺ کی دعوت کے مخاطبین میں انسانوں سمیت مخلوقات شامل تھیں تو آپ ﷺ کی دعوت کا ایک نمایاں وصف اور امتیاز یہ ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت حکمت و دانائی کے اصول کے مطابق تھی۔ آپ ﷺ مخاطب کی استعداد، نفسیات اور موقع محل کے مد نظر دل نشیں انداز اختیار کرتے۔ دعوت پیش کرتے وقت مخلصانہ انداز میں وعظ و نصیحت فرماتے اور مؤثر طور پر نشیب و فراز سے آگاہ فرماتے۔ مخاطب کے دلائل کی بطریق احسن تردید کرتے۔ آپ ﷺ کی دعوت اس آیت قرآنی کے مصداق تھی۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ³¹

"اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔"

اسوہ کامل کے مصنف آپ ﷺ کی دعوت کے اس رخ کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

کسی اور نبی یا رسول نے اس طرح بطور ماہر نفسیات اللہ کے پیغام کو لوگوں تک نہیں پہنچایا جس طرح کہ آپ ﷺ نے ہر اُس شخص کی سطح کے مطابق اس سے بات کی جسے آپ اللہ کا کلام پیش فرما رہے ہوتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے انداز تبلیغ کی یہ ایک بہت بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔³²

آپ ﷺ کے طریقہ تبلیغ کی حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ وقت، ماحول، مخاطب کی ذہنی سطح غرض کہ تمام نفسیاتی پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر لوگوں کو دعوت دیتے تھے اور اسی حکمت کا نتیجہ تھا کہ مختصر ترین مدت میں لاکھوں لوگ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

غور و فکر اور عقل و شعور کی دعوت

دین اسلام اور پیغمبر اسلام کا ایک منفرد امتیاز یہ ہے کہ یہ وہ واحد دین ہے جو عقل و بصیرت اور ہر معاملہ میں لوگوں سے فہم و تدبر کا مطالبہ کرتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے دعوت دین کے ہر قدم پر عقلی استعداد اور مصلحت و حکمت کا اظہار کیا۔ اسلام نے لوگوں پر زور زبردستی کے طریقہ کو بالکل اختیار نہیں کیا اور نہ ہی مذہب کی جبری

اشاعت کو پسند کیا ہے بلکہ اس آفاقی مذہب کا فلسفہ یہ ہے کہ مذہب زبردستی کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ³³

"دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔"

یہ وہ عظیم الشان حقیقت ہے کہ جس کی تلقین لوگوں کو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے ہوئی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ³⁴

"صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جس کا جی چاہے مان لے اور

جس کا جی چاہے انکار کر دے۔"

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر آپ ﷺ کی دعوتی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "دعوتِ دین میں

آپ نے ہمیشہ عزم و استقامت کی راہ اختیار کی۔ پیش آمدہ مصائب و مشکلات میں بالکل پیچھے نہ ہٹے۔ اس سلسلے میں

دیے گئے مختلف لالچ بھی آپ کو اس عزم سے دور نہ کر سکے۔ آپ ﷺ کے داعیانہ کردار کے یہی وہ اعلیٰ نمونے تھے

جنہوں نے حضور ﷺ کو دنیا کا سب سے کامیاب مبلغ و داعی بنادیا۔"³⁵

انسان کی فطرت ہے کہ جبر اور زور زبردستی سے اگر اس سے کوئی کام کرایا جائے تو وہ اس کام پر مشتمل

مزاجی کا مظاہرہ نہیں کرتا بلکہ جوں ہی جبر سے نکلتا ہے تو اپنی پرانی ڈگر پر لوٹ جاتا ہے نبی مکرم ﷺ اس نفسیاتی نکتے

سے بخوبی آگاہ تھے اس لیے آپ نے جبر کی بجائے غور و فکر اور عقل و شعور کی رہنمائی کے ذریعے لوگوں کو دین اسلام

کی طرف متوجہ کیا اور اچھائی اور برائی دونوں کو واضح کر کے فیصلہ خود لوگوں پر چھوڑ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ

اس دین کو عقل و شعور کی کسوٹی پر پرکھ کر اس میں داخل ہوئے۔ انہیں دنیا کی کوئی شکل اور آزمائش اس دین کو

چھوڑنے پر آمادہ نہ کر پائی۔

دعوة باللسان وبالعمل

آپ ﷺ کی دعوت محض زبانی کلامی دعوت دین تک محدود نہ تھی بلکہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ کا

پیغام پہنچانے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔

طالب الہامی دعوتِ نبوی کا ایک امتیازی پہلو بیان کرتے ہوئے یہ انداز اختیار کرتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی تبلیغ و تعلیم دو اجزاء پر مشتمل تھی۔ باللسان یعنی زبان کے ساتھ اور بالعمل یعنی

عمل کے ساتھ۔ جہاں تک تبلیغ باللسان کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتہا درجے کا خوش خلق اور شیریں زبان بنایا

تھا۔ آپ کی گفتگو میں عجیب تاثیر تھی۔ اس تاثیر کی حلاوت، شیرینی، دلپذیری، دلربائی اور دل کشی کا کوئی جواب نہ

تھا۔ اس میں ایسی کشش ہوتی تھی کہ دشمن کو بھی موہ لیتی تھی۔ آپ کی باتوں میں مٹھاس کے ساتھ ایسی تحریز فصاحت و بلاغت ہوتی تھی کہ سننے والا مسحور ہو کر رہ جاتا تھا۔ گفتگو میں آپ ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ اس ٹھہراؤ میں بے انتہا خوبصورتی، رعنائی اور دل نوازی ہوتی۔ جس بات پر زور دینا مقصود ہوتا اس کو دو یا تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے۔ آپ ہر شخص سے اس کی ذہنی صلاحیت اور معاشرتی سطح کے مطابق گفتگو فرماتے۔ اس میں ضرورت سے زیادہ ایک لفظ بھی نہ ہوتا تھا اور یہ اتنی موثر اور بلیغ ہوتی کہ مخاطب کے دل میں اتر جاتی تھی۔ خود اللہ جل شانہ نے آپ کی نرم مزاجی اور خوش خلقی یا شان تبلیغ کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ³⁶

"اے نبی! یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بڑے نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خواور تنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے بھاگ جاتے۔"

آپ ﷺ کی تبلیغ و تعلیم کا عملی پہلو آپ کا خیر الخلاق اور رحمۃ للعالمین ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو کہ آپ کی ذات گرامی میں نہ پائی جاتی ہو۔ صدق و عفاف، ایفائے عہد، امانت و دیانت، عفو و درگزر، رحم و کرم، زہد و تقویٰ، فقر و قناعت، سب آپ کے گلشن اخلاق کے خوش رنگ پھول تھے جن کی خوشبو سے ہر سلیم الفطرت شخص کامشام جان معطر ہو جاتا تھا اور وہ آپ پر ایمان لانے کے لیے بے تاب ہو جاتا تھا۔ آپ کی ذات اقدس اپنی تعلیم و تبلیغ کا مجسم نمونہ تھی جسے دیکھ کر ہر شخص معلوم کر سکتا تھا کہ جس بات کو آپ بھلائی اور خیر کہتے ہیں وہ آپ کی ذات میں کس شان سے جلوہ گر ہے۔ آپ کی تبلیغ کا محور لوگوں کو قرآن کی آیات پڑھ کر سنانا، ان کا تزکیہ باطن کرنا اور انہیں قرآن و حکمت کی تعلیم دینا تھا۔ آپ کا یہ حسن تبلیغ ہی تھا کہ دنیا کے اکھڑ ترین انسان چند سال کے اندر اندر دنیا کے بہترین انسان بن گئے۔ انہوں نے نہ صرف تہذیب و تمدن کی زلفوں کو سنوارا بلکہ دین حق کو بھی چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔³⁷

اتمام حجت بالمکاتیب

دعوتِ دین کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کے خصائص کا ایک پہلو بادشاہان عالم اور امراء کے نام دعوتی خطوط سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے حدیبیہ سے واپسی پر مختلف بادشاہوں اور امراء کے نام خطوط لکھوا کر انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اردو کتب سیرت کے مصنفین نے خصائص نبویہ ﷺ کے ذیل میں ان مکاتیب کو بھی شامل کیا ہے۔ حکیم محمود احمد ظفر لکھتے ہیں: "عرب کی ایک چھوٹی سی ریاست مدینہ کی طرف سے دنیا کی عظیم طاقتوں اور بادشاہوں کو دعوتِ اسلامی کے خطوط لکھنا ایک جرأت مندانہ اقدام ہے وہاں ایک حیرت افزا معاملہ بھی ہے۔ مطلب یہ کہ ان بادشاہوں کی شوکت اور دبدبہ کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے انہیں دین حق کی دعوت دینے میں

کوئی تامل نہ فرمایا۔ ایک روز آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: "اے صحابہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لیے باعث رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگ بھی عیسیٰ ابن مریم کے حواریوں کی طرح میری نافرمانی پر اتر آؤ۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی: اے رسالت پناہ! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کن معنوں میں ان کے خلاف ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابن مریم نے اپنے حواریوں کے ذریعے یہی پیغام بادشاہوں کو پہنچانا چاہا۔ ان میں سے جس کو کسی نزدیک کے بادشاہ کے پاس بھیجا اس نے تو خوشی سے تعمیل کر لی لیکن دور بھیجے جانے والوں میں سے بعض کی پیشانیوں پر بل پڑ گئے۔ اس طرح یہ لوگ اپنے فرائض کی بجا آوری میں پورا نہ اتر سکے۔"

پھر فرمایا: میں تم لوگوں کو اسلام کی دعوت پہنچانے کے لیے بادشاہوں اور امراء کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس مقصد کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ مختلف صحابہ کرامؓ مختلف ممالک کے سربراہان کے پاس جو خطوط لے کر گئے ان تمام خطوط کا مضمون تقریباً ایک جیسا تھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا اپنے ہم عصر سربراہان مملکت اور رئیسان سلطنت کی طرف اسلام کی دعوت تعجب انگیز اور حیرت زا امر نہیں اور اس سے بھی زیادہ یہ امر حیرت افزا نہیں ہے کہ اس دعوت کے بعد صرف تیس سال کی مدت کے اندر یہ تمام ممالک بھی اسلام کے زیر نگیں ہو گئے اور ان مملکتوں کے اکثر و بیشتر لوگ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے۔³⁸

مختلف سربراہان کی طرف آپ ﷺ کے خطوط بھیجنے سے پتہ چلا کہ اسلام صرف ایک خاص قوم یا کسی خاص خطہ زمین کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے ہے اور ہر رنگ و نسل اور ہر دین و ملت کا آدمی آپ ﷺ پر ایمان لانے کا مکلف ہے۔ آپ ﷺ کے خطوط کے جواب میں کچھ بادشاہ ایمان لائے اور کچھ نے اسلام کی دعوت کو رد کر دیا۔ جنہوں نے رد کیا وہ تباہ و برباد ہو گئے اور جنہوں نے قبول کیا وہ تاریخ عالم میں زندہ جاوید ہو گئے۔ خواہ کسی نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا یا رد، لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ان خطوط کے بعد اسلام تمام دنیا میں ایک جانی پہچانی دعوت و قوت بن کر سامنے آیا اور اسلام کی دعوت جزیرہ عرب سے نکل کر تمام دنیا میں پھیلنے شروع ہو گئی۔ خطوط کے ذریعے دعوت بھیجنا اور حجت تمام کرنا نبی اکرم ﷺ کا ہی اعزاز ہے۔

تاثر دعوت کی اعجازی شان

نعیم صدیقی نبی اکرم ﷺ کے امتیازات دعوت کا ایک نمایاں پہلو دعوت کا پراثر ہونا بیان کرتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ جس عظیم الشان پیغام کو لے کر آئے تھے اور جس مہتمم بالشان کام کو انجام دینے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ نیک دل اور حقیقت شناس لوگ تو سننے اور دیکھنے کے ساتھ ہی اس کے قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن جن کے دل زنگ آلود تھے۔ پیغام کی سچائی، وحی کی تاثیر، پیغمبر کی پر اثر دعوت اعجاز، معصومیت اور اخلاق کے پر

تو سے صاف و شفاف ہوتے گئے اور عواقب، موانع، شبہات اور شکوک کی توہر تو ظلمتیں اور تاریکیاں رفتہ رفتہ چھٹی چلی گئیں اور اسلام کا نور روز بروز زیادہ صفائی اور چمک کے ساتھ عرب کے افق پر درخشاں اور تاباں ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ محض تین برس کی مختصر مدت میں ایک متحدہ قومیت، ایک متحدہ سلطنت، ایک متحدہ اخلاقی نظام، ایک کامل قانون، ایک مکمل شریعت، ایک ابدی مذہب اور عملی جماعت، خدا پرستی، اخلاص، ایثار، تقویٰ، اخلاق اور سچائی کا ایک مجسم عہد یعنی ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا ہو گیا اور گویا یہی حقیقت تھی جس کا ثبوت امت کے سب سے بڑے مجمع حجۃ الوداع نے دنیا کو دیا کہ اتنی قلیل مدت میں لاکھوں لوگ اسلام کے پرچم تلے مجتمع ہو گئے۔³⁹

مولانا شبلی نعمانی اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، نئے فلسفے، نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کر دی۔ دوست و دشمن سب کو اعتراف ہے کہ انبیاء میں یہی برگزیدہ ہستی ہے جس نے کم سے کم مدت میں اپنی بعثت اور رسالت کے زیادہ سے زیادہ فرائض ادا کیے اور اصلاحات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہ چھوڑا جس کی تکمیل اس کی تعلیم اور عمل سے نہ ہو گئی ہو۔"⁴⁰

آنحضرت ﷺ کی دعوتی اور تبلیغی کامرانیوں کا اندازہ اس ہمہ گیر تبدیلی سے لگایا جاسکتا ہے، جو آنحضور ﷺ کی تبلیغ کے نتیجے میں آپ کی زندگی میں ہی برپا ہوئی اور جس کے نتیجے میں عرب کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ مستشرقین نے اسلام کی اس بے پایاں کامیابی کو، کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر سو لاکھ کا مجمع تھا، جو آپ ﷺ کے ساتھ مناسک حج ادا کر رہا تھا اور یہ لاکھوں کا مجمع محض دس برس کی قلیل مدت میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا، کی کامیابی کو تلوار سے حاصل کردہ کامیابی قرار دیا ہے، لیکن وہ یہ بھول گئے کہ اولاً تو مسلمانوں نے تلوار اُس وقت اٹھائی جب ان کی ریاست کو ختم کرنے کے لیے کفار نے ایکا کر لیا تھا اور ثانیاً یہ کہ تلوار اٹھانے والے ہاتھوں کو کس نے مسلمان کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے جب نبوت و رسالت کا اعلان کیا، اس وقت آپ ﷺ یکہ و تنہا تھے، لیکن چند ہی برسوں میں ایک قافلہ تیار ہو گیا اور ایک دنیا اسلام میں داخل ہو گئی اور آپ کے کٹر مخالفین بھی آنحضور ﷺ کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر، رفتہ رفتہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ ان حالات میں اس بے مثل اور بے مثال کامیابی کو کسی اور طرف منسوب کرنا نہ صرف یہ کہ حقیقت سے آنکھیں چرانا ہے، بلکہ دجل اور فریب کاری کی بدترین مثال بھی ہے۔⁴¹

خلاصہ کلام

نبی اکرم ﷺ نہ صرف انبیاء کرام کی صفات عالیہ کا مرقع ہیں بلکہ آپ ﷺ کی ہی ذات والا صفات پر سلسلہ انبیاء کی تکمیل ہوئی۔ قیامت تک کے لئے انسانیت کی رہنمائی اور فلاح نبی مکرم ﷺ کی رسالت کی پیروی میں مضمر کر دی۔ اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کو جس رفعت شان سے اور عظمت مقام سے نوازا، کسی اور انسان کو اس کا مثل بھی عطا نہیں کیا گیا۔ آخری نبی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کا دائرہ بھی تمام لوگوں اور قیامت تک آنے والی تمام مخلوق تک وسیع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی دعوتی اور تبلیغی سرگرمیاں ہمہ گیر تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج تک دنیا میں اسلام نے جو بھی فتوحات اور کامراناں حاصل کی ہیں، وہ آنحضور ﷺ کی دعوتی اور تبلیغی کوششوں ہی کا ثمر ہیں۔ آپ کی دعوت سے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا انہوں نے یہ دولت آگے منتقل کی اور پھر یہ نعمت اس سے اگلی نسل تک منتقل ہوئی اور اس طرح یہ سلسلہ موجودہ دور تک آپہنچا ہے۔

حواشی و حوالہ جات (References)

- ¹ الانعام 90:6 Al-Anaam 6: 90
- ² امام رازی، تفسیر کبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن، 5/57
Imam Razi, Tafseer Kabir, Dar Ahya-ul-Turas Al-Arbi, Bairot, N.D, 5/ 57
- ³ حافظ زاہد، خصائص النبی ﷺ، راحت پبلشرز، لاہور، 2002ء، 2/46
Hafiz Zahid, Khasais-un-Nabi SAW, Rahat Publishers, Lahore, 2002, 2/46
- ⁴ الانشراح 94:4 Al-Ansharah 94: 4
- ⁵ ہارون معاویہ، خصوصیات مصطفیٰ ﷺ، دار الاشاعت، کراچی، 2007ء، 1/159-160
Haroon Moawiya, Khasosiyat-e-Mustafa SAW, Dar-ul-Ashaat, Karachi, 2007, 1/159,160
- ⁶ الاحزاب 33:56 Al-Ahzab 33: 56
- ⁷ حافظ زاہد، خصائص النبی ﷺ، 2/48؛ محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین، الفیصل ناشران، لاہور، 2007ء، 3/25؛ طالب الہاشمی، حسنت جمیع خصالہ، پوی پرنٹنگ پریس، لاہور، 2004ء، ص:33؛ نور بخش، سیرت رسول عربی، مکتبہ اردو ادب، لاہور، س۔ن، ص:413؛ حسین شاہ، افضل الرسل، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، س۔ن، ص:34؛ عبد الرحمن، قرآن کریم میں رسول کریم کا عالی مقام، زمزم پبلشرز، کراچی، 2009ء، ص:132
Hafiz Zahid, Khasais-un-Nabi SAW, 2/ 48; Muhammad Suleman, Rehmat-ul-Lilalimeen, Al-Faisal Nashiran, 2007, 3/ 25; Talib-ul-Hashimi, Hasunat Jamioo Khisalehe, Puwi Printing Press, Lahore, 2004, P:33; Noor Bkhash, Seerat Rasool Arbi, Maktaba Urdu Adab, Lahore, N.D, P: 413; Hussain

Shah, Afzal al Rusul, Maktaba Tameer Insaniyat, Lahore, N.D, P:34; Abdul Rehman, Quran Karim Myn Rasool Akram Ka Aali Muqam, Zamzam Publishers, Karachi, 2009, P: 132

Al-Anbiya 21:107 الانبياء 21:107⁸

حسین شاہ، افضل الانبیاء، ص: 34⁹

Hussain Shah, Afzal al Rusul, P: 34

محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین، 3/93¹⁰

Muhammad Suleman, Rehmat-ul-Lilalimeen, 3/93

حافظ زاہد، خصائص النبی ﷺ، 2/49؛ طالب الہاشمی، حسنت جمیع خصالہ، ص: 24¹¹

Hafiz Zahid, Khasais-un-Nabi SAW, 2/49; Talib-ul-Hashmi, Hasunat Jamioo Khisalehe, P:24

شبیر احمد، فوائد عثمانی، نفیس پبلشرز، لاہور، س-ن، ص: 441¹²

Shabbir Ahmed, Fawaid Usmani, Nafees Publishers, Lahore, N.D, P:441

آل عمران 3:85 Al-Imran 3:85¹³

المائدہ 3:5 Al-Maida 3:5¹⁴

البقرة 2:41 Al-Baqra 2:41¹⁵

ہارون معاویہ، خصوصیات مصطفیٰ ﷺ، 2/72؛ حافظ زاہد، خصائص النبی ﷺ، 2/52¹⁶

Haroon Moawiya, Khasosiyat-e-Mustafa SAW, 2/72; Hafiz Zahid, Khasais-un-Nabi SAW, 2/52

احمد یار، شان حبیب الرحمن، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س-ن، ص: 57¹⁷

Ahmed Yaar, Shaan-e-Habib-ur-Rehman, Maktaba Islamia, Lahore, N.D, P:57

طالب الہاشمی، حسنت جمیع خصالہ، ص: 31¹⁸

Talib-ul-Hashimi, Hasunat Jamioo Khisalehe, P:31

الاحزاب 33:40 Al-Ahzaab 33:40¹⁹

عبدالرؤف ظفر، اسوہ کامل، نشریات، لاہور، 2011ء، ص: 345²⁰

Abdul Rauf Zafar, Uswa-e-Kamil, Nashriyat, Lahore, 2011, P:345

شبیر احمد، تجلیات سیرت، مکتبہ زاویہ، لاہور، 1999ء، ص: 128²¹

Bashir Ahmed, Tajjiliyat-e-Seerat, Maktaba Zawiya, Lahore, 1999, P:128

قاضی عیاض، الشفاء، الشفاء بتصرف حقوق المصطفیٰ، (مترجم) مفتی غلام معین الدین، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور، 2/270²²

Qazi Aayyazz, Al-Shafa, Al-Shafa Ba-Tasreef Haqq-ul-Mustafa, Maktaba Aalaa Hazrat, Lahore, 2/270

عبدالرحمن، قرآن کریم میں رسول کریم کا عالی مقام، ص: 72؛ عبدالرؤف ظفر، اسوہ کامل، ص: 365²³

Abdul Rehman, Quran Karim Myn Rasool-e-Akram Ka Aali Maqam, P:72; Abdul Rauf Zafar, Uswa-e-Kamil, P:365

بنی اسرائیل 17:79 Bani-Israel 17:79²⁴

طالب الہاشمی، حسنت جمیع خصالہ، ص: 33؛ حافظ زاہد، خصائص النبی، ص: 54؛ بلگرامی، حامد حسن ڈاکٹر، نور مبین، کراچی، غزالی²⁵

Talib-ul-Hashimi, Hasunat Jamioo Khisalehe, P:33; Hafiz Zahid, Khasais-un-Nabi SAW, P:54; Bilgiram, Hamid Hassan, Noor-e-Mobin, Karachi, Ghazali Brothers, 1992, P:772

Al-Zuha 93:5 الضحیٰ 93:5²⁶

حافظ زاہد، خصائص النبی ﷺ، 2/55؛ حسین شاہ، افضل الرسل، ص:74

Hafiz Zahid, Khasais-un-Nabi SAW, 2/55; Hussain Shah, Afzal Russul, P:74

Saba 34:28 سبأ 34:28²⁸

Al-Aaraaf 7:158 الاعراف 7:158²⁹

ہارون معاویہ، خصوصیات مصطفیٰ ﷺ، 3/82

Haroon Moawiya, Khasoosiyat-e-Mustafa SAW, 3/82

Al-Nahal 16:125 النحل 16:125³¹

عبدالرؤف ظفر، آسوہ کامل، ص:555

Abdul Rauf Zafar, Uswa-e-Kamil, P:555

Al-Baqra 2:256 البقرة 2:256³³

Al-Kahf 18:29 الكهف 18:29³⁴

عبدالرؤف ظفر، آسوہ کامل، ص:558

Abdul Rauf Zafar, Uswa-e-Kamil, P:558

Al-Imran 3:159 آل عمران 3:159³⁶

طالب الهاشمی، حست جمع خصالہ، ص:544

Talib-ul-Hashimi, Hasunat Jamioo Khisalehe, P:544

پیغمبر اسلام اور غزوات و سرایا، نشریات، لاہور، 2014ء، ص:475

Mahmood Ahmed Zafar, Paighambar-e-Islam Aur Ghawat O Siraya, Nashriyat, Lahore, 2014, P:475

نعیم صدیقی، محسن انسانیت، الفیصل ناشران، لاہور، 2002ء، ص:444

Naeem Siddique, Mohsin-e-Insaniyat, Al-Faisal Nashiran, Lahore, 2002, P:444

شبلی نعمانی، مولانا، سیرت النبی، الفیصل ناشران، لاہور، س-ن، 4/257

Shibli Noman, Seerat-un-Nabi, Al-Faisal Nashiran, Lahore, N.D, 4/257

ڈاکٹر محمود الحسن عارف، آنحضرت ﷺ بحیثیت مبلغ اعظم، سیرت خیر الانام ﷺ، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، جامعہ

پنجاب، 1999ء، ص:310

Dr. Mahmood-ul-Hassan Arif, Seerat Khair-ul-Anaam, Shoba Urdu Daira Maarif Islamia, Lahore, 1999, P:310